جامع الکمالات

حضرت شیخ الحدیث مولانا حنیف صاحب لوہاروی زادمجدھم

(شاب صالح خلیفہ وتلمیذ لبیب حضرت شیخ محمد یونس صاحب جونپوری)

شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ کھروڈ، بھروچ۔

مورخہ ۱۶ر شوال ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱ر جولائی ۲۰۱۷ء بروز منگل

بمقام: ٹورنٹو (کینیڈا)

الحمد لله رب العلمين و الصلوة و السلام على سيد الأنبياء و المرسلين و على اله و صحبه أجمعين أما بعد! فأعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم و بشر الصبرين الذين اذا اصابتهم مصيبة. قالوا انا لله و انا اليه رجعون. اولئک عليهم صلوت من ربهم و رحمة و اولئک هم المهتدون. و قال النبي ﷺ: إن الله لا يقبض العلم إنتزاعاً ينتزعه من العباد و لكن يقبض العلم بقبض العلماء أو كما قال ﷺ.

(رواه البخاري و مسلم و اللفظ للبخاري)

ہمہ گیر و جامع الکمالات:

بزرگو! بھائیو! دوستو! میں اس وقت اس سکت میں نہیں ہوں کہ حضرت کی زندگی بیان کروں۔ میں آپ کے کون سے پہلو کو اجاگر کروں؟ آپ کے مصلحانہ انداز کو بیان کروں؟ یا آپ کے محدثانہ انداز کو؟ آپ کے فقیرانہ انداز کو بیان کروں؟ یا آپ کے زاہدانہ انداز کو؟ آپ کے تعلق مع اللہ کو بیان کروں؟ یا آپ کے تعلق مع الرسول ﷺ کو؟ ان آنکھوں نے اتنے قریب سے حضرت کو دیکھا ہے کہ ایسی شخصیت نظر نہیں آتی۔

ساری زندگی پتلی سی چادر پر سو کر گذار دی، ساری زندگی غریب رہے اور غریبانہ زندگی گذار کر چلے گئے۔

وہ محدثانہ دقیق ابحاث اب کہاں؟؟؟

یہ مسئلہ مسلم ہے کہ دنیا میں جب انبیاء نہ رہے، تو دوسرا کوئی باقی نہیں رہ سکتا، چاہے وہ ولی ہو یا محدث، زاہد ہو یا صوفی۔

میں نے آج حضرت کے انتقال کے بعد فوٹو میں حضرت کے چہرہ پر بہت نور دیکھا حضرت شیخ زکریاؒ کا ارشاد ہے کہ اہل اللہ کے چہرہ پر موت کے وقت پوری زندگی کی عبادات کا نور ڈال دیا جاتا ہے۔

بھائیو! جب نبی ہی نہیں رہا، تو کیا شیخ اور کیا پیر؟ لیکن صدمہ اس بات کا ہے کہ اہل اللہ کے پیروں کے نیچے بہت سے فتنے دبے ہوئے ہوتے ہیں، جب وہ اٹھتے ہیں تو فتنوں کے دروازے کھلتے ہیں۔

نیز وہ اہل اللہ مشائخ جن کے سینے اللہ کی یاد سے تر بتر تھے، جب وہ دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو حقیقت یہ ہے کہ علم بھی ان کے ساتھ دنیا سے چلا جاتا ہے، اب وہ محدثانہ دقیق بحثیں کہاں سنیں گے، جو ہم حضرت سے سنا کرتے تھے۔

نکاتِ علمیہ

(۱) وزن روح کا ہوگا نہ کہ جسم کا:

ابھی رمضان سے قبل کھروڈ تشریف لائے، تو بخاری شریف کے ختم کے موقع پر وزن اعمال پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک قول یہ ہے کہ نامۂ اعمال تولے جائیں گے

اور ترمذی شریف کی حدیثِ بطاقہ پیش کی کہ ۹۹ ردفتر گناہوں کے ہوں گے اور پھر اللہ ایک پرچی نکالے گا، اس میں کلمۂ لا الہ الا اللہ لکھا ہوگا اور اسے ایک پلڑے میں رکھے گا تو وہ پلڑا جھک جائے گا، یہ دلیل پیش کرنے کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اس پر ایک سوال ہے کہ ایک پرچی کا وزن ۹۹ ردفتر کے مقابلہ میں کیسے بڑھ گیا؟ عقل سے بالاتر بات ہے۔ ۹۹ ردفتر کا وزن؛ وہ بھی اتنے بڑے بڑے کہ تاحدِ نظر، ان کے مقابلہ میں پرچی کی حیثیت کیا ہے؟ یہ سوال کرنے کے بعد حضرت نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ قیامت میں روح کا وزن ہوگا جسم کا وزن نہیں ہوگا۔ اسی لیے موٹے موٹے لوگ ایمان نہ ہونے کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے اور دبلا پتلا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جس کی پنڈلیاں پتلی پتلی تھیں اور مسواک توڑنے چڑھے، لنگی ہٹ گئی، تو پتلی پنڈلیاں صحابہ دیکھ کر ہنسنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”لَرِجْلُ عَبْدِ اللّٰہِ أَثْقَلُ فِی الْمِیْزَانِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ أُحُدٍ“ (أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ و سیر أعلام النبلاء و الطبقات الکبری لابن سعد) (عبداللہ بن مسعود کی پنڈلی ترازو میں بروزِ قیامت احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہوگی) لہٰذا قیامت میں روح کا وزن ہوگا، جسم کا وزن نہیں ہوگا، تو ۹۹ ردفتر میں اعمالِ انسان ہیں اور انسان فانی ہے، تو اس کے اعمال بھی فانی۔ اور پرچی میں توحید ہوگی ”لا الہ الا اللہ“ اور توحید اللہ کی صفت ہے، جو باقی ہے، پس اللہ باقی تو اس کی صفت بھی باقی، جس کے مقابلہ میں یہ سب فنا ہونے والا ہے، لہٰذا اعمالِ انسان کے ۹۹ ردفتر کے مقابلہ میں توحید کی ایک پرچی وزنی ہو جائے گی۔ حضرت نے یہ نکتہ بیان فرمایا اور ختم کے بعد کمرہ میں آرام فرمایا، پھر امریکہ سے ایک بڑے عالم کا میرے فون پر میسج آیا کہ میری ۷۵ رسال کی عمر ہو گئی، میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ یہ بات سنی۔

پھر جب حضرت بیدار ہوئے تو چائے پیتے پیتے میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ ایک

عالم صاحب کا میسج آیا ہے، حضرت نے صبح جو بات کہی اس سے متعلق۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے بھی آج پہلی مرتبہ کہی۔ میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا، مجمع میں کوئی مخلص ہوگا اس کی توجہ سے اللہ نے میرے دل پر یہ بات ڈال دی۔[1]

ویسے تو بے شمار محدثانہ نکات ہیں، جب بخاری شریف پڑھاتے تھے، تو احادیث کو کھولتے چلے جاتے تھے، اور روایتوں کی وضاحت کرتے چلے جاتے تھے۔

(۲) صلحاء کی باتیں شوق ورغبت سننی چاہیے:

چنانچہ کتاب العلم میں، امام بخاری رحمہ اللہ نے واقعۂ موسیٰ وخضر علیہما السلام کو پیش کیا اس میں تیسرے واقعہ پر حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا "هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ" اور اس کے بعد تینوں کی حقیقت بیان کی۔ یہ تو ہے پوری روایت۔ اس کے بعد نبی علیہ الصلاۃ السلام واقعہ کو بیان کرتے ہوئے ایک جملہ فرماتے ہیں: "يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسىٰ لَوَدِدْنَا لَوْ صَبَرَ حَتّٰى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا" (اگر موسیٰ خاموش رہتے تو دونوں کی اور بھی باتیں کھل کر سامنے آتیں) اب یہاں شیخ نے استدلال کیا کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل اللہ کی باتوں کو اور ان کی کرامتوں کو شوق ولذت سے سننا چاہیے، یہ حضور پاک ﷺ کے جملے سے

---

[1] صرف مہمانانِ عظام کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ بات ملا علی قاری حنفیؒ نے مرقاۃ المفاتیح میں بھی تحریر فرمائی ہے۔ قال علی بن سلطان محمد القاریؒ شارحاً الحدیثَ القدسیَ: "یا موسیٰ! لو أن السموات السبع و عامرهن غیری و الأرضین السبع وضعن فی کفة و لا إله إلا اللّٰه فی کفة لمالت بهن لا اله إلا اللّٰه." (لمالت بهن) أی: لرجحت علیهن و غلبتهن، لأن جمیع ما سوی اللّٰه تعالیٰ بالنظر إلی وجوده تعالیٰ کالمعدوم، إذ کل شیئ هالک إلا وجهه، و المعدوم لا یوازن الثابت الموجود، و هذا معنی قوله ﷺ فی حدیث البطاقة: "ولا یثقل مع اسم اللّٰه شیئ" (لا إله إلا اللّٰه) (کتاب أسماء اللّٰه الحسنیٰ، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح) اسے توارد ہی کہہ سکتے ہیں۔ ط۔س۔

ثابت ہوتا ہے، تو اس طرح استدلال فرماتے کہ طبیعت مچل جاتی تھی۔

(۳) منطوق مفہوم سے ارجح ہے:

ایک موقع پر فرمایا کہ احناف نے سفر میں محرم کی معیت کے لیے تین دن تین رات کی شرط لگائی ہے۔ اور استدلال بخاری کی روایت سے کیا ہے کہ تین دن- تین رات کا سفر ہو تو محرم کا ہونا شرط ہے اور امام شافعیؒ نے ایک دن اور ایک رات کی شرط لگائی، یہ دونوں باتیں حضرت نے بیان فرمائی، اور کہنے لگے: میں کہتا ہوں کہ یہ روایت چھ طرق سے منقول ہے، اور ہر ایک کے الفاظ قدرے مختلف ہیں (۱) ثلثة أيام و لياليهن (۲) ثلثة أيام (۳) يومين وليلتين (۴) يومين (۵) يوما وليلة (۶) يوما یہ چھ طریق ہیں۔

پھر فرمایا کہ حنفیہ نے ثلثة ایام کے مفہوم سے استدلال کیا، اور کہا کہ مادون الثلثة بغیر محرم کے سفر کر سکتے ہیں یعنی تین دن پر تو مَحرم شرط، لیکن تین سے اندر اندر ہو تو بغیر محرم کے سفر کر سکتے ہیں، تو مفہوم سے جواز پر استدلال کیا۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے ایک دن کی مسافت کو لے کر منطوق سے عدمِ جواز پر استدلال کیا، اور منطوق و مفہوم کا تعارض ہوگا تو منطوق کو ترجیح ہوگی نہ کہ مفہوم کو۔ پھر فرمایا کہ میرے نزدیک امام شافعی کی بات راجح ہے۔

اس عاجز کے پاس جو کچھ دو لفظ ہیں، وہ حضرت ہی کا فیض ہے، حضرت ہی کی برکتیں ہیں۔

بہر حال، رواۃ پر محدثانہ انداز سے گفتگو فرماتے تھے۔ الفاظِ حدیث پر تو حوالہ جات کی بھر مار کر دیتے تھے۔ طویل عبارتیں زبانی بولتے چلے جاتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رات کو یاد کر کے آئے ہوں، حالاں کہ وہ برسوں پہلے دیکھا ہوا ہوتا تھا، یہ تو محدثانہ انداز تھا۔

زہد وخوف:

اور جہاں تک حضرت رحمہ اللہ کے زاہدانہ انداز کا تعلق ہے، تو ساری زندگی نیچے سو کر گزار دی، میرے گھر پر آئے، بیس سال سے کھروڈ آتے تھے، شاید دو مرتبہ پلنگ پر سوئے ورنہ جب بھی آئے، نیچے ہی سوئے، کبھی اوپر نہیں سوئے۔ آخرت کا استحضار اتنا تھا کہ روتے بہت تھے اور یہ فرماتے تھے کہ قبر میں جاؤں گا تو مجھ سے سوال ہوگا، میں جواب دے پاؤں گا یا نہیں؟

کثرتِ درود پر زور:

ہمیشہ ہمیں نصیحت کرتے تھے کہ درود شریف کثرت سے پڑھو۔ اور فرماتے تھے کہ میرے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے جب مجھے اجازت دی تھی تو مجھے یوں کہا تھا کہ یونس! ہمیشہ درود شریف کا اہتمام کرنا، اس لیے کہ میں نے اس کے بڑے فائدے دیکھے ہیں۔

علم کا پندار:

اور فرماتے کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تکبر نہ کرنا، اپنے آپ کو حقیر سمجھنا اور اپنے آپ کو چھوٹا سمجھنا، حضرت رحمہ اللہ ہمیں بھی یہی نصیحت کرتے تھے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ علامہ محمد بن طاہر پٹنی نے مجمع البحار میں فرمایا ہے: ”إن للعلم طغیانا کطغیان المال“ یعنی جیسے مال کا ایک غرور ہوتا ہے، اسی طرح علم کا بھی ایک غرور ہوتا ہے، نیز فرمایا کہ جب علم کا غرور آتا ہے تو وہ عالم اپنے جہنم کے راستہ کو ہموار کرتا ہے، ہم نے حضرت کو کبھی کسی کی تنقیص کرتے نہیں دیکھا، حضرت رحمہ اللہ کو بعض مسائل میں بعض علماء سے اختلاف رہا، لیکن کبھی کسی کی تنقیص اور تردید ایسے نہیں کی کہ عوام کے دل میں کوئی مسئلہ پیدا ہو۔

ابن الہمام پر رد:

چنانچہ ایک مرتبہ صاعِ عراقی اور صاعِ حجازی پر بحث آئی تو فرمایا کہ امام ابو یوسفؒ مدینہ تشریف لے گئے اور پچاس ابناءِ صحابہ سے ان کا مناظرہ ہوا، ہر ایک اپنے اپنے صاع کو لے کر آیا۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ جب میں نے ان کو ناپا، تو وہ سب سوا پانچ رطل تھے یعنی صاعِ عراقی نہیں تھے، بلکہ صاعِ حجازی تھے۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں "فَرَجَعْتُ فِی هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ إِلٰی صَاعِ الْحِجَازِ" [میں نے صاعِ عراقی سے صاعِ حجازی کی طرف رجوع کیا] علامہ ابن ہمامؒ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ غلط ہے۔ امام ابو یوسفؒ نے رجوع نہیں کیا۔ اور دلیل ابنِ ہمام نے یہ پیش کی کہ امام ابو یوسفؒ کے علوم کے حامل امام محمدؒ تھے امام محمدؒ نے امام ابو یوسفؒ کے تمام علوم کو نقل فرمایا ہے۔ اگر اس واقعہ کا تحقق ہوتا تو امام محمدؒ ضرور اس کا تذکرہ فرماتے، لیکن امام محمدؒ نے اپنی چھ کتابوں میں سے کسی کتاب میں اس کا ذکر نہیں فرمایا، لہٰذا یہ واقعہ غلط ہے۔ علامہ ابنِ ہمامؒ کی یہ بات نقل کرنے کے بعد حضرت نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ امام ابو یوسفؒ نے اپنے قلم سے اور اپنے ہاتھوں سے، اپنی کتاب "کتاب القضاۃ" میں یہ واقعہ لکھا ہے اور صاحبِ کتاب نے جب خود اپنا واقعہ لکھا ہے، تو تردید کی کیا گنجائش ہوسکتی ہے؟ کیسے تردید کی جائے؟ میں کہتا ہوں کہ ابن ہمام کے پاس علم کم تھا؛ بس حضرت نے جوش میں کہہ دیا: "ابن ہمام کے پاس علم کم تھا۔"

ان کی خاکِ پا کو سرمہ بنالوں:

مگر دوسرے دن سبق میں آتے ہی حضرت نے زار و قطار رونا شروع کر دیا اور فرمایا کہ بچو! کل میں نے ابن ہمام کو ایک جملہ کہہ دیا تھا کہ "ابن ہمام کا علم کم تھا" مگر ایسا

نہیں ہے۔ ابن ہمام کا علم بہت تھا، اگر ابن ہمام کے پاؤں کی خاک کوئی مجھے لا کر دے دے تو میں اسے اپنا سرمہ بنا لوں گا۔ نیز فرمایا کہ ان کا علم بہت تھا، حقیقت یہ ہے کہ "کتاب القضاۃ" ابن ہمامؒ کو پہنچی نہیں ہوگی، اس لیے انہوں نے یہ کہا، اگر کتاب پہنچی ہوتی تو یہ نہ فرماتے الغرض اس انداز سے بیان فرماتے تھے کہ اکابر کی تنقیص نہ ہو جائے۔

حضرت ہمیشہ ہمیں یہ کہتے تھے کہ بزرگوں کی کوئی بات دلائل کی روشنی میں تمہیں غلط بھی معلوم ہو، تو اس کا غلط ہونا بیان کیا جائے، لیکن تنقیص نہ کی جائے، تنقید و تنقیص کبھی نہیں ہونی چاہیے۔

خبردار! کچھ نہ کہنا:

حضرت شیخ پر ایک بڑے عالم نے ایک اشکال کر دیا تھا۔ بلکہ ایک ماہانہ پرچہ میں شیخ کے خلاف لکھ دیا تھا۔ جب وہ گجرات تشریف لائے (فی الحال مرحوم ہو چکے ہیں) تو میں نے حضرت کو فون کیا کہ حضرت وہ آئے ہوئے ہیں اور ہم ان کے پاس جانا چاہتے ہیں اور جو کلمات انہوں نے آپ سے متعلق لکھے ہیں، ہم ان سے ان کے دلائل مانگنا چاہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا خبردار! خبردار! خبردار! ان سے کچھ نہ کہنا، بہت ممکن ہے کہ میرے منجملہ عیوب کے کچھ کا انہیں پتہ چلا ہو اور انہوں نے کہہ دیا ہو، تمہیں انہیں کچھ کہنے کی اجازت نہیں ہے، اللہ انہیں بھی معاف کرے اور مجھے بھی۔ یہ ہے ہمارے بزرگوں کا طرزِ زندگی پوری زندگی حضرت نے کسی کا دل نہیں دکھایا، ضرور طبیعت میں حدت تھی، کبھی بول دیتے تھے، لیکن فوراً معافی مانگ لیتے تھے۔

طارق! تم میں صلاحیت ہے:

حضرتؒ جب پاکستان تشریف لے گئے، تو مولانا طارق جمیل صاحب تو طالبِ علم تھے، اور حضرت کی خدمت کرتے تھے، حضرت کے پاؤں دباتے تھے، وضو کراتے تھے اس کے بعد جب حضرت کی ملاقات حج میں ہوئی، تو حضرت نے مولانا طارق جمیل صاحب کو ڈانٹ دیا اور فرمایا کہ طارق! تم بیان کرتے ہو، اور بیان کی وجہ سے تم میں غرور آچکا ہے اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔ پھر ۲-۳ سال کے بعد مولانا طارق جمیل صاحب نے حضرت سے ملاقات کی، تو حضرتؒ نے فرمایا کہ طارق! میں تمہیں تلاش کررہا تھا، اور اس فکر میں تھا کہ تم کب آؤ گے؟ اس لیے کہ میں نے دو تین سال پہلے تمہیں ڈانٹا تھا، اب میری زندگی کا بھروسہ نہیں، میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں، تو سنو! مولانا کا جملہ ''حضرت! آپ ہمیں نہیں کہیں گے تو کون کہے گا؟ اس لیے کہ ہمیں بڑوں کی ضرورت ہے، اگر آپ ہماری تربیت نہیں کریں گے، تو ہمارا غرور اور تکبر ہمیں پامال کر دے گا'' تو حضرت نے فرمایا: ''طارق! تم میں صلاحیت ہے، طارق! تم میں صلاحیت ہے۔''

پچیس ہزار کے عوض چھ لاکھ روپے:

زہد کا حال یہ تھا کہ کبھی ایک پیسہ اپنے پاس نہیں رکھا۔ چھ سال پہلے ایک صاحب نے پچیس ہزار روپے حضرت کو دیے، اس کے چار مہینے کے بعد ان صاحب نے حضرت سے کہا کہ حضرت وہ زکوٰۃ کے تھے، تو حضرت نے کہا کہ مجھ کو پہلے کہنا چاہیے تھا، میں نے تو مہمانوں میں استعمال کر لیے، اب اس کے بعد پچیس ہزار نکالنا شروع کیے اور اتنے نکالے کہ خود میرے ہاتھ سے ڈھائی لاکھ تو دے چکے۔ میں جب بھی جاتا میرے پاس بعض

لوگوں کے ہدایا ہوتے اور میں پیش کرتا، تو کہتے کہ حنیف! گن لو پہلے کتنے ہیں؟ وہ پچیس ہزار زکوٰۃ کے میرے سر آ گئے تھے، جاؤ، مدرسہ میں دے دو، ڈھائی لاکھ کے قریب تو میں نے ہی دیے، لیکن وہ پچیس ہزار دیتے ہی رہے، دیتے ہی رہے میرے انداز کے مطابق چھ لاکھ سے زائد دے چکے ہوں گے۔ مگر اس کے باوجود فرماتے کہ مجھے اطمینان نہیں ہو رہا ہے، یہ زکوٰۃ کی رقم یہاں کیسے آ گئی؟

بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں:

ایک صاحب مجھے ۲؍سال سے پانچ ہزار ڈالر شیخ کے لیے ہدیہ دیتے تھے، میں نے حضرت کو پہلی مرتبہ جا کر دیے تو کہا کہ میں کیا کروں گا اس کو؟ پھر کہا کہ اچھی بات ہے پاسپورٹ کے پرس میں رکھ دے، تاکہ مجھے سفر میں یاد رہے، اور ایک صاحب مجھ کو یہاں سے ۳؍سال سے ۵۰۰؍ڈالر ہدیہ دیتے تھے، وہ بھی رکھ دیے، جب حج میں اور عمرہ میں تشریف لے جاتے تو مکہ اور مدینہ میں حفظِ قرآن کی جو مجلسیں چلتی ہیں، ان مجلسوں کے سارے طلبہ اور مدرسین کو سب تقسیم کر دیتے تھے، اتنا ہی نہیں، بلکہ جب حضرتؒ مدینہ منورہ میں بیمار ہوئے، تو ابوبکر بن لادن جو مکہ اور مدینہ کا بڑا کونٹراکٹر (contractor) تھا، وہ عیادت کے لیے آیا، تو اپنے ساتھ سونا لایا، اور حضرت کو تھیلی میں پیش کیا، حضرت سوئے ہوئے تھے، جب بیدار ہوئے تو مولوی یونس سلمہ سے پوچھا کہ کیا ہے اس میں؟ فرمایا: حضرت! سونا ہے، فرمایا کہ میں کیا کروں گا اس کو؟ جاؤ! مارکیٹ میں بیچ دو! اور اس کے پیسے مسجد نبوی میں جو تحفیظ کی کلاسیں چلتی ہیں، ان میں تقسیم کر دو، اور اپنے پاس کچھ نہیں رکھا۔

غُرِّیٔ غَیرِیٔ:

جب ہم گجرات سے واپس چلتے تھے، تو جو ہدایا آتے ۲ لاکھ، ڈھائی لاکھ، تو کہتے تھے کہ پہلے اس پر جو زکوٰۃ آتی ہے وہ نکالو! حالاں کہ زکوٰۃ ہے ہی نہیں، ابھی تو ہدیہ آیا ہے تو مجھ سے زکوٰۃ نکلواتے تھے، کہتے کہ یہ غریب بچوں کو دے دینا، اور بقیہ کتنے بچ گئے؟ میں نے کہا: حضرت! اتنے، تو کہتے: اچھا! اس میں سے رمضان کے خرچ کے لیے میرے دس ہزار نکال لے! اور باقی سارا آدھا آدھا تقسیم کر کے مظاہر کے دونوں مدرسوں میں دے دے۔

ما ہیچ نہ داریم غمِ ہیچ نہ داریم:

نو لاکھ کا حضرت نے مکان بنوایا، صرف مکان بنایا، وہاں گئے نہیں، مکان بن گیا نگرانی کرنے والے نے کہا، حضرت! مکان کی تعمیر ہو چکی ہے، تو حضرت نے ایک وقف نامہ لکھا اور فرمایا کہ میں مظاہر قدیم میں اس کو وقف کرتا ہوں اور پھر کہنے لگے کہ بھائی! تمہاری تو اولاد ہیں، جو تمہیں مرنے کے بعد بھیجیں گی، مجھے کون بھیجے گا؟ اس لیے میں اپنی حیات ہی میں اپنی اولاد بنا کر جا رہا ہوں، تا کہ مرنے کے بعد ثواب پہنچتا رہے، گویا ''إِذَا مَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ'' والی روایت کی طرف اشارہ فرمایا، تو بہر حال، حضرت کی زاہدانہ زندگی ایسی تھی کہ اپنے پاس کچھ نہیں رکھا۔

بھوک کا عالم یہ تھا کہ کبھی بھوکے رہے تو دو- دو دن، تین- تین دن تک بھوکے رہے کبھی کسی کے سامنے بیان نہیں کیا کہ میں بھوکا ہوں اور مجھے ضرورت ہے۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں:

ایک مرتبہ سفر میں مجھے کہنے لگے کہ حنیف! وہ حدیث تو نے نہیں پڑھی؟ ''مَنْ نَفَّسَ

عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ" (رواه مسلم)
(جو دنیا میں کسی مؤمن کی مصیبت کو دور کرے گا اللہ اس کی آخرت کی مصیبت کو دور کریں گے) اس حدیث پر مجھے فرمایا کہ جب دنیا کی کسی کی مصیبت زائل کرنے پر اللہ آخرت کی مصیبت ختم کرتا ہے، تو تم دنیا میں کسی کی دین کی مصیبت حل کرو گے، تو بدرجۂ اولیٰ اللہ آخرت کی مصیبت حل کرے گا، دین کی مصیبت کیا ہے؟ بچہ اگر غلط راستہ پر چلتا ہے، تو اس کی تربیت کرنا، کسی کا ایمان بنانے کے لیے محنت کرنا، کسی کے دل میں اللہ کا شوق پیدا کر دینا، کسی کے دل میں نبی کی عظمت پیدا کر دینا، کسی کو سمجھا بجھا کر اپنے قریب کر کے، اس کو دین کے راستہ پر ڈال دینا وغیرہ وغیرہ۔

جلال و جمال کا سنگم:

لوگ کہتے تھے کہ حضرت سخت ہیں، میں نے کہا، حضرت سے زیادہ شفیق کوئی نہیں دور سے ایسا لگتا تھا کہ حضرت سخت ہیں، لیکن جب قریب جاتے تھے، تو جو محبت آپ دیا کرتے تھے، جو پیار آپ دیا کرتے تھے، وہ بھول نہیں سکتے۔

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید۔۔۔:

اخلاقِ حسنہ اور سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے سانچہ میں ایسے ڈھلے ہوئے تھے کہ کبھی ہم نے ایسا کیا کہ چپل یا جوتے یا موزے پہناتے وقت غلطی سے پہلے بائیں پیر میں ذرا بھی پہنا دیا، تو مارتے تھے، اور فرماتے تھے کہ سلیقہ نہیں آیا تمہیں؟ ابھی تک نبی کی بغاوت ہی میں زندگی گذارتے ہو؟ اگر نبی کے طریقہ پر نہیں چلو گے تو تمہیں نبی کا پیار کب ملے گا؟ بہت ڈانٹتے تھے، سنت نبوی کا بڑا اہتمام کروایا کرتے تھے، ساری زندگی سنت نبوی

کے خلاف کبھی نہیں سوئے، ہم نے دیکھا ہی نہیں کہ سنت نبوی کے خلاف کبھی سوئے ہوں۔

إنما أكل كما يأكل العبد:

مکہ شریف میں ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، کسی نے چاکلیٹ دیا، بڑے بڑے مالدار لوگ بیٹھے ہوئے تھے، حضرت سیدھے بیٹھ گئے اور سیدھے بیٹھ کر چاکلیٹ کھایا، اور مالدار لوگ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے آئس کریم (ice cream) کھا رہے تھے، حضرت پہلے سیدھے بیٹھ گئے، منہ میں چاکلیٹ رکھا اور پھر سب سے کہا: سیدھے بیٹھ کر کھاؤ! میرے آقا نے پوری زندگی ٹیک لگا کر کبھی نہیں کھایا، حضرت کو اس کی چنداں فکر نہیں تھی کہ مالدار ہے، یا دولتمند ہے، یا اس کا ہدیہ بند ہو جائے گا، یا مجھے کچھ دے گا نہیں، کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

میری سائیکل گھسیٹنے سے کچھ نہ ہوگا:

ایک مرتبہ سفر میں ہم ساتھ تھے، رات کی تکان تھی، تہجد میں نہیں اٹھ پائے، فجر کی نماز کے بعد پورا مجمع بیٹھا ہوا تھا اور دو چار خدام سامنے تھے اور حضرت نے ڈانٹنا شروع کیا کمینو! مردودو! تم نے تہجد نہیں پڑھی؟ کہنے لگے، صرف شیخی بگھارتے ہو؟ اللہ کے یہاں نام نہیں چلتا، کام چلتا ہے، بڑے بننے سے کچھ نہیں ہوگا، اس کا کام کرو، جس طرح دنیا میں تمہارے باپ کو کام پسند ہے، اسی طرح اللہ کو بھی کام پسند ہے اور بہت دن کے بعد پھر فرمایا کہ ڈاکٹروں کے پاس روزانہ صرف آنے جانے سے کیا ہوگا؟ شفا اس وقت تک حاصل نہیں ہوگی، جب تک ڈاکٹر سے مرض بیان کر کے دوا نہ لو، اسی طرح اللہ والوں کے پاس اور پیر کے پاس روزانہ ساتھ رہنے سے اور میری سائیکل گھسیٹنے سے کچھ نہیں ہوگا، جب تک کہ اپنی

اصلاح کی فکر نہ کرو۔

جب میں سہارنپور شیخ کو پہنچانے گیا تھا، تو کہنے لگے، حنیف! بہت ڈانٹ دیا، میں نے کہا: حضرت! آپ کی صلوات ہمارے لیے سوغات ہیں، ہماری تربیت کون کرے گا ہمیں کون بنائے گا، غرور و تکبر سے کون نکالے گا، ہمیں تواضع کی زندگی میں کون لے جائے گا؟

تربیتِ اولاد:

ایک مرتبہ مفتی احمد صاحب ملاقات کے لیے تشریف لائے، تو میں نے کہا، حضرت مفتی صاحب تشریف لائے ہیں اور خلوت میں ملنا چاہتے ہیں، فرمایا، ٹھیک ہے، بلالو! میں نے بلالیا، پھر کہنے لگے: احمد! سنو! تربیتِ اولاد پر نگاہ رکھو اور فرمایا: علماء کا حال یہ ہے کہ اپنی اولاد کی فکر نہیں رکھتے، الغرض انتہائی محبت اور پیار سے تربیت فرماتے تھے۔

فمن اتقی الشبہات:

بہر حال حضرت کی مصلحانہ زندگی، فقیرانہ زندگی، زاہدانہ زندگی، محدثانہ زندگی فقیہانہ زندگی یہ اتنے پہلو ہیں اور میں نے صرف ان پہلوؤں کے کچھ نمونے پیش کیے ہیں ورنہ حضرت کی زندگی عظیم الشان زندگی تھی، ایک پاکیزہ زندگی تھی، اس سے بڑھ کر میں آپ کو کیا بتاؤں کہ پوری زندگی، بلوغ سے لے کر وفات تک اجنبی عورت، اجنبی عورت تو درکنار ۱۰ ر سال سے بڑی بچی کا منہ بھی نہیں دیکھا، چھ سال کی بچی بھی حضرت کے سامنے لے جاتے تھے تو کہتے تھے کہ ان کو ہٹاؤ میرے سامنے ایسی بچیاں نہ لایا کرو۔

أفعمیاوان أنتما؟

کچھ عورتیں بیعت ہونے آئیں، تو میں نے کہا، کچھ عورتیں بیعت ہونے آئی ہیں

تو کہا، دیوار کے پیچھے بٹھا دو، میں نے کہا: حضرت! وہ پردے میں ہیں، تو فرمایا کہ پردے میں، میں ان کو نہیں دیکھ رہا ہوں، وہ تو مجھے دیکھ رہی ہیں، فرمایا: میرے نزدیک دونوں طرف سے ممنوع ہے، اس کے بعد بیعت کے کلمات کہلوائے اور حضرت جب بھی تلقین فرماتے تو اس دعا کو کثرت سے پڑھنے کا حکم فرماتے: ”رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ أَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ“ فرمایا کہ یہ دعا بھی ہے، استغفار بھی ہے، رحم بھی ملے گا، توبہ بھی ملے گی، پھر فرماتے تھے کہ **استغفار کثرت سے کرو، درود شریف کثرت سے پڑھو اور قرآن شریف خوب پڑھو!!!...**

تلاوت کا اہتمام و تاکید:

ایک لطیفہ یاد آیا، ایک صاحب سے پوچھا: حافظ ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں! عالم ہوں، فرمایا: چل بھاگ! میں نے یہ پوچھا کہ تم عالم ہو؟ میں نے یہ پوچھا کہ حافظ ہو؟ پھر دوسرے سے پوچھا کہ حافظ ہو؟ کہا: جی ہاں! تو فرمایا: نوافل میں روزانہ ایک پارہ پڑھو! اور عوام سے کہتے تھے کہ اندر دیکھ کر ایک پارہ پڑھو! حضرت کا معمول یہ تھا اس رمضان کی عید تک (عید کے بعد کا میں نہیں کہہ سکتا) کہ روزانہ تین پارے پڑھتے تھے بہر حال حضرت کو قرآن کریم کی بڑی فکر رہتی تھی۔

ایک خواب مع تعبیر:

بخاری شریف کے کئی مسائل ایسے ہیں جو خواب میں براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے حل فرمائے، کئی خواب ہیں، اللہ کے نبی ﷺ کی تو کئی مرتبہ خواب میں زیارت فرمائی، ایک مرتبہ شروع کے زمانہ میں بخاری میں روایت آئی کہ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس پیالہ ہے، ہاتھ

پیالہ میں رکھا ہوا ہے، پانی بڑھ رہا ہے۔ وہاں محدثین بحث کرتے ہیں کہ پانی بڑھ رہا تھا یا انگلیوں سے پانی نکل رہا تھا؟ عام علماء فرماتے ہیں کہ انگلیوں سے نکل رہا تھا، اس لیے کہ کمالِ معجزہ یہی ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ پانی بڑھ رہا تھا، شیخ نے درس میں ابن تیمیہ کی تردید فرمائی کہ پانی سے پانی کا بڑھنا کمال نہیں ہے، وہ تو کنویں میں بھی بڑھتا ہے، یہاں تو اصل معجزہ بتلانا ہے اور کمالِ معجزہ اس وقت ہوگا جب کہ انگلیوں سے پانی نکل رہا ہو، پھر فرمایا کہ رات کو خواب میں میں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، آپ ﷺ نے پیالہ میں ہاتھ رکھا ہے اور پانی بڑھ رہا ہے، حضرت شیخؒ حیات تھے، حضرت سے پوچھا، تو حضرت نے فرمایا کہ کل کیا سبق پڑھایا تھا یونس تم نے؟ پورا سبق بتلایا، جب اس روایت پر پہنچے، تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ اللہ کے نبی تجھے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ یہ امر موہوم ہے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پانی بڑھ رہا ہو، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انگلیوں سے نکل رہا ہو، ایک پر تیقن کر کے دوسرے کی تردید کیوں کی؟ اس خواب سے تجھے یہی بتانا چاہتے ہیں۔

اور استحضار روایت کا حال تو یہ تھا کہ حضرت شیخ اپنی مجلس میں کہتے کہ یونس! یہ روایت کہاں ہے؟ حضرت کہہ دیتے کہ حضرت فلاں فلاں جگہ یہ روایت ہے، یہ طالب علمی کے زمانہ کا آپ کا حافظہ تھا، اسی لیے حضرت نے اعتماد کر کے آپ کو بخاری شریف دی۔

زیارتِ ربِ کائنات:

آپ کو اللہ کی زیارت بھی دو مرتبہ ہوئی، ایک مرتبہ آپ نے خود مولانا اسماعیل صاحب واڈی علیہ الرحمہ جو انگلینڈ میں انتقال کر گئے اور پیر غلام حبیب صاحب نقشبندیؒ کے اجل خلفا میں سے تھے، ان کے سامنے فرمایا کہ رب کریم کی زیارت اس عاجز کو ہوئی ہے۔

اتقوا فراسة المؤمن :

بھائیو! ایسی شخصیت دنیا سے چلی گئی، پچاس سال بخاری شریف پڑھائی، حضرت شیخ زکریاؒ نے اس وقت خط لکھا تھا کہ میری تدریس کے ۴۷ رسال ہوئے اور اس میں میری بخاری کے ۴۱ رسال ہوئے اور جب تم سینتالیسویں سال پر پہنچ جاؤ گے، تو - اِن شاء اللہ- مجھ سے آگے ہو گے اور اللہ تمہارے علم میں برکت دے؛ یقیناً حضرت شیخ زکریاؒ نے ۴۱ر سال بخاری پڑھائی اور حضرت شیخ یونس صاحب نے ۵۰ رسال بخاری پڑھائی اور تدریس کے کل ۵۵ رسال کے قریب ہوئے، ۱۳۸۸ھ سے لے کر آج ۱۴۳۸ھ تک مسلسل بخاری کا درس دیتے رہے، ایسی مقدس ہستی دنیا سے روانہ ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے عجیب وغریب زندگی عطا فرمائی تھی، نکاح بھی نہیں کیا، بغیر نکاح کے زندگی گزار دی، فرماتے تھے کہ میں نے کتابوں سے شادی کر لی ہے۔

یہ میں نے حضرت شیخ کی زندگی کا کچھ حصہ ذکر کیا ہے، ورنہ حضرت کی زندگی بہت بڑی ہے۔

شیخ محمد حریری کا خواب :

ابھی دوپہر میں مجھے فون پر ایک بات بتائی گئی کہ شیخ کے ایک شاگرد ہیں، شیخ محمد حریری، جدہ میں رہتے ہیں، حضرت کے تقریباً بائیس، تیئیس سال سے شاگرد ہیں، حضرت کے پاس پڑھ رہے تھے اور انہوں نے کئی کتب و رسائل لکھے ہیں، بڑے بڑے مشائخ سے انہوں نے سند حاصل کی ہے، لیکن وہ کہتے ہیں کہ میری نظر میں شیخ یونس سے بڑھ کر کوئی محدث نہیں ہو سکتا، عرب کا آدمی ہے اور وہ اس طرح کا اعتراف کر رہا ہے، حالانکہ انہوں

نے کئی بڑے عرب محدثین سے بھی استفادہ کیا ہے، جب حضرت کے انتقال کی خبر ان کو پہنچائی گئی اور وہ فوٹو ان کو بھیجا گیا، جس میں آپ سلائے گئے ہیں، چادر اوڑھائی گئی ہے، مگر چہرہ کھلا ہوا ہے، تو شیخ محمد حریری نے وہاں سے لکھ کر بھیجا کہ آج سے تین سال پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تھا، آپ ﷺ اسی طرح سلائے گئے تھے، جسم اطہر پر چادر تھی اور چہرہ بھی ڈھکا ہوا تھا، چنانچہ جب چہرۂ انور کھولا گیا، تو میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ یونس جونپوریؒ کا چہرہ آپ ﷺ کے چہرہ کے سب سے زیادہ مشابہ تھا، معلوم ہوتا ہے کہ آقا ﷺ نے اس وقت جس چہرہ کو اختیار کیا تھا وہ شیخ کا چہرہ تھا، اور اس کے بعد فرمایا کہ میں نے یہ خواب شیخ سے بھی کہا تھا، اور شیخ رو پڑے تھے اور فرمایا کہ یہ جو فوٹو تم نے ابھی بھیجا ہے، اس میں جو سونے کی ہیئت ہے، بعینہٖ یہی ہیئت حضور ﷺ کے سونے کی تھی اور فرمایا کہ "حتی خضرة المكان هي هي" یعنی مکان کی ہریالی بھی ایسی ہی تھی جیسی تصویر میں ہے۔[1]

واٰخر دعوانا أن الحمد للہ رب العٰلمین۔

---

[1] اس بشارت سے امید ہے کہ قبر میں شیخ کا جسم ہمیشہ سلامت رہے گا۔ یہ بات حضرت اقدس قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جس انسان کی صورت پر خواب میں دیکھا جائے وہ قبر میں سلامت رہتا ہے۔ (تذکرۃ الرشید ا-غالباً) ط-س۔